120 ـ مسجد میں نماز باجماعت کا حکم

سوال

مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم کیا ہے، اور اس کی دلیل کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

نماز باجماعت كے دلائل:

پہلی دلیل:

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور جب آپ ان میں ہوں اور ان کے لیے نماز کھڑی کرو تو آپ کے ساتھ ایك گروہ نماز ادا کرے، اور چاہیے کہ وہ اپنا اسلحہ ساتھ رکھیں، اور جب وہ سجدہ کر لیں تو وہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آ جائیں، اور پھر وہ گروہ آئے جس نے نماز ادا نہیں کی تو وہ آپ کے ساتھ نماز ادا کرے النساء (102).

وجہ استدلال:

پہلی وجہ:

اللہ سبحانہ وتعالی نے انہیں نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا، اور پھر دوسرے گروہ کو یہی حکم دیتے ہوئے فرمایا:

اور پھر وہ گروہ آئے جس نے نماز ادا نہیں کی تو وہ آپ کے ساتھ نماز ادا کرے

اس میں نماز باجماعت فرض عین ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے پہلے گروہ کی نماز باجماعت کی ادائیگی سے دوسرے گروہ کی نماز باجماعت ادا کرنا ساقط نہیں کی.

اور اگر نماز باجماعت سنت ہوتی تو اس کے ساقط ہونے والے عذروں میں خوف کا عذر سب سے زیادہ اولی تھا، اور اگر یہ فرض کفایہ ہوتی تو پہلے گروہ کی ادائیگی سے دوسرے گروہ سے ساقط ہو جاتی.

لہذا اس آیت میں نماز باجماعت فرض عین ہونے کی دلیل پائی جاتی ہے.

اس کی تین وجوہات ہیں:

- اللہ سبحانہ وتعالی نے پہلے اس کا حکم دیا.

- پھر یہی حکم دوبارہ دیا.

- خوف اور جنگ کی حالت میں بھی اسے ترک کرنے کی رخصت نہیں دی.

چوتھی دلیل:

1 ـ صحیحین میں ـ اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں ـ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے ارادہ کیا کہ ایندھن جمع کرنے کا حکم دوں اور وہ جمع ہو جائے تو پھر میں نماز کے لیے اذان کا حکم دوں اور پھر کسی شخص کو لوگوں کی امامت کرانے کا حکم دوں اور پھر میں ان مردوں کے پیچھے جاؤں اور انہیں گھروں سمیت جلا ڈالوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ اسے موٹی سے گوشت والی ہڈی حاصل ہو گی، یا پھر اسے اچھے سے دو پائے کے کھر حاصل ہونگے تو وہ عشاء کی نماز میں حاضر ہوں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (7224) صحیح مسلم حدیث نمبر (651).

2 ـ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" منافقین کے لیے سب سے بھاری عشاء اور فجر کی نماز ہے، اگر انہیں علم ہو کہ اس میں کیا (اجروثواب) ہے تو وہ اس کے لیے ضرور آئیں چاہے گھسٹ کر آئیں، اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ نماز کی اقامت کا حکم دوں پھر ایك شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، اور پھر اپنے ساتھ کچھ آدمی لیکر جاؤں جن کے ساتھ لکڑیوں کا ایندھن ہو اور جو لوگ نماز کے لیے نہیں آئے انہیں گھروں سمیت جلا کر راکھ کر دوں " متفق علیہ.

3 ـ امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ ہی سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اگر گھروں میں عورتیں اور اولاد نہ ہوتی تو میں عشاء کی نماز کھڑی کرتا، اور اپنے نوجوانوں کو حکم دیتا کہ جو

گھروں میں ہیں انہیں جلا کر راکھ کر دو "

4 ـ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارادہ کو عملی جامہ اس لیے نہیں پہنایا کہ اس میں وہ مانع موجو تھا جس کی انہوں نے خبر بھی دی، وہ یہ کہ گھروں میں وہ افراد بھی ہیں یعنی عورتیں اور بچے جن پر نماز باجماعت فرض نہیں، اور اگر وہ ان گھروں کو جلا کر راکھ کر دیتے تو سزا ایسے افراد کو بھی مل جاتی جن پر نماز باجماعت واجب نہ تھی.

پانچویں دلیل:

اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ:

" ایك نابینا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مسجد تك لانے کے لیے کوئی شخص نہیں، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت دے دی، اور جب وہ جانے کے لیے پلٹا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمانے لگے:

کیا تم نماز کے لیے اذان سنتے ہو ؟ تو اس نے جواب دیا: جی ہاں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر آیا کرو "

یہ نابینا صحابی ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ تھے.

اور مسند احمد اور سنن ابو داود میں عمرو بن ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا:

" اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نابینا ہوں، میرا گھر دور ہے، اور مجھے لانے والا میری موافقت نہیں کرتا، کیا آپ مجھے گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت دیتے ہیں ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" کیا تم اذان سنتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا: جی ہاں، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میں تیرے لیے رخصت نہیں پاتا "

مطلق امر وجوب کے لیے ہے، تو پھر جب شارع اس کی صراحت کرتے ہوئے یہ کہہ دیں کہ نابینا اور دور گھر والا

شخص جسے لانے والا بھی اس کے موافق نہ ہو کو بھی رخصت نہيں ہے، تو کیا حکم ہو گا.

اگر بندے کو اکیلے یا نماز باجماعت ادا کرنے کا اختیار ہوتا تو پھر اس طرح کا نابینا شخص اختیار کا زيادہ حقدار تھا.

چھٹی دلیل:

ابو داود، ابو حاتم، اور ابن حبان نے صحیح ابن حبان میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس نے اذان سنی اور اس قبول کرنے میں کسی عذر نہ روکا، ان سے عرض کیا گیا عذر کیا ہے ؟ تو انہوں نے جواب دیا: خوف یا بیماری ، تو اس کی ادا کردہ نماز قبول نہیں ہو گی "

ساتویں دلیل:

ابن مسعود رضی اللہ تعالی کہتے ہیں:

(جسے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ کل اللہ تعالی کو مسلمان ہو کر ملے تو اسے یہ نمازیں وہاں ادا کرنے کا التزام کرنا چاہیے جہاں اذان ہوتی ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے تمہاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سنن الھدی مشروع کیں، اور یہ سنن الھدی میں سے ہیں، اگر اپنے گھر میں پیچھے رہنے والے شخص کی طرح تم بھی اپنے گھروں میں نماز ادا کرو تو تم نے اپنے نبی کی سنت کو ترک کر دیا، اور اگر تم اپنے نبی کی سنت ترک کرو گے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، جو شخص بھی اچھی طرح وضوء کر کے ان مساجد میں سے کسی ایك مسجد جائے تو ہر قدم کے بدلے اللہ تعالی ایك نیکی لکھتا اور ایك درجہ بلند کرتا، اور اس کی بنا پر ایك برائی کو مٹاتا ہے، ہم نے دیکھا کہ منافق جس کا نفاق معلوم ہوتا وہی اس سے پیچھے رہتا، ایك شخص کو لایا جاتا اور وہ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر آتا اور اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا)

اور ایك روایت کے الفاظ ہیں:

اور انہوں نے عرض کیا:

" اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سنن الھدی سکھائیں اور سنن ہدی میں سے یہ ہے کہ جس مسجد میں اذان ہو وہاں نماز باجماعت ادا کی جائے "

وجہ دلالت:

انہوں نے نماز باجماعت سے پیچھے رہنا ان مفافقین کی علامت بتائی جن کا نفاق معلوم ہو.

اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ اپنے ذکر و شکر اور اپنی حسن عبادت میں ہماری مدد و تعاون فرمائے.

واللہ اعلم .